***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Misuse of Divorce and Its Remedies in the Light of the Qur'an and Sunnah

طلاق کا غلط استعمال اور اس کا تدارک: قرآن وسنت کی روشنی میں

Fozia Ayub
PhD Islamic Studies Scholar, Department of Islamic Studies,
HITEC University Taxila Cantt, Punjab, Pakistan.
fouzia.ayub@uow.edu.pk
Dr Manzoor Ahmad Al-Azhari
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
HITEC University Taxila Cantt, Punjab, Pakistan.

Abstract

Islam regards marriage as a sacred and enduring social contract intended to ensure family stability, emotional tranquility, and mutual compassion. Divorce, while legally permitted, is introduced in Islamic law only as a last resort when marital harmony becomes impossible to sustain. In contemporary society, however, the misuse and hasty application of divorce has emerged as a serious challenge to the Islamic family system. Such misuse not only causes profound psychological, social, and economic harm to women and children but also contributes to social instability and misrepresents Islamic teachings.This research article critically examines the concept of divorce, the various forms of its misuse, and the underlying causes and consequences in the light of the Qur'an and Sunnah. The study highlights that Islam discourages divorce when exercised without genuine necessity and emphasizes patience, reconciliation, and justice as foundational principles of marital life. Furthermore, the Qur'anic framework of arbitration (ḥakamayn), reconciliation, waiting periods (ʿiddah), and the Prophetic model of ethical conduct and forbearance are analyzed as effective preventive and corrective mechanisms. The article also reviews classical juristic opinions and contemporary scholarly discussions to propose practical reformative measures, including premarital counseling, family education, religious awareness, and legal and social reforms. The study concludes that adherence to the true spirit of Islamic teachings can significantly prevent the misuse of divorce and contribute to the preservation and strengthening of the Islamic family system.

Keywords: *Islam, Law , Family Stability, Divorce*

تمہید

اسلام نے نکاح کو ایک مضبوط، مقدس اور پائیدار سماجی معاہدہ قرار دیا ہے، جس کا مقصد خاندانی استحکام، سکون اور باہمی رحمت ہے۔ تاہم، جب ازدواجی زندگی ناقابلِ برداشت ہو جائے تو شریعتِ اسلامیہ نے طلاق کو ایک آخری اور ناگزیر حل کے طور پر مشروع کیا ہے۔ عصرِ حاضر میں طلاق کے بڑھتے ہوئے واقعات، بالخصوص اس کا غلط، عجلت پسندانہ اور غیر ذمہ دارانہ استعمال، اسلامی خاندانی نظام کے لیے ایک سنگین چیلنج بن چکا ہے۔ یہ صورتِ حال نہ صرف عورت اور بچوں کے لیے نفسیاتی، معاشرتی اور معاشی مسائل کا سبب بنتی ہے بلکہ معاشرے میں عدم استحکام اور دینی تعلیمات کے بارے میں غلط فہمیوں کو بھی جنم دیتی ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ طلاق کے شرعی تصور، اس کے غلط استعمال کی مختلف صورتوں، اسباب اور نتائج کا قرآن و سنت کی روشنی میں جامع تجزیہ پیش کرتا ہے۔ مقالے میں واضح کیا گیا ہے کہ اسلام طلاق کو ناپسندیدہ عمل قرار دیتا ہے جب تک کہ وہ حقیقی ضرورت اور حکمت کے تحت نہ ہو۔ مزید برآں، قرآن مجید میں صلح، مصالحت، تحمل، ثالثی (نظامِ حکمین) اور عدت جیسے اصلاحی اصولوں، اور سنتِ نبوی ﷺ میں حسنِ معاشرت، برداشت اور عدل و احسان پر مبنی اسوہ کو بطور مؤثر تدارک کی حکمتِ عملی پیش کیا گیا ہے۔ مقالے میں فقہی آراء اور معاصر اجتہادی مباحث کی روشنی میں طلاق کے غلط استعمال کی روک تھام کے لیے عملی اصلاحی تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں، جن میں خاندانی تربیت، دینی آگاہی، مشاورت اور قانونی و سماجی اصلاحات شامل ہیں۔ آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ اگر اسلامی تعلیمات کو ان کی اصل روح کے ساتھ نافذ کیا جائے تو طلاق کے غلط استعمال کا مؤثر تدارک ممکن ہے اور اسلامی خاندانی نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جا سکتا ہے۔

نکاح کی شرعی حیثیت اور خاندانی نظام میں اس کی اہمیت

نکاح اسلامی شریعت میں محض ایک سماجی معاہدہ نہیں بلکہ ایک شرعی، اخلاقی اور عبادتی نوعیت کا مضبوط بندھن ہے، جسے قرآنِ مجید نے میثاقِ غلیظ سے تعبیر کیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں نکاح کی مشروعیت کا مقصد مرد و عورت کے درمیان جائز تعلق قائم کرنا، عفت و پاکدامنی کا تحفظ، اور انسانی نسل کی بقا کو باوقار اور منظم انداز میں یقینی بنانا ہے۔ اسی بنا پر فقہاءِ اسلام نے نکاح کو حالات کے اعتبار سے واجب، سنتِ مؤکدہ یا مباح قرار دیا ہے، جو اس کی شرعی اہمیت کو واضح کرتا ہے[1]۔ خاندانی نظام کے تناظر میں نکاح وہ بنیادی ادارہ ہے جس پر پورے معاشرے کی اخلاقی، نفسیاتی اور سماجی ساخت قائم ہوتی ہے۔ اسلام نے خاندان کو معاشرے کی اکائی قرار دے کر میاں بیوی کے حقوق و فرائض، باہمی احترام، محبت اور رحمت کے اصول متعین کیے ہیں۔ نکاح کے ذریعے قائم ہونے والا خاندانی نظام نہ صرف فرد کو سکون اور تحفظ فراہم کرتا ہے بلکہ بچوں کی اخلاقی تربیت، سماجی استحکام اور معاشرتی اقدار کی منتقلی کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ یوں نکاح کی شرعی حیثیت اور اس کی خاندانی اہمیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اسلام میں ازدواجی رشتہ ایک ذمہ دارانہ اور مقدس ادارہ ہے، جس کا استحکام معاشرے کی فلاح اور اخلاقی توازن کے لیے ناگزیر ہے۔[2]

طلاق کا جواز: ضرورت کے وقت ایک استثنائی حل

اسلامی شریعت میں نکاح کو ایک مضبوط، مقدس اور پائیدار سماجی معاہدہ قرار دیا گیا ہے، جس کا مقصد صرف جسمانی تعلق نہیں بلکہ سکونِ قلب، باہمی محبت، رحمت اور خاندانی استحکام ہے۔ قرآن کریم نکاح کو میثاقِ غلیظ کہتا ہے، جو اس کی اہمیت اور دوام کی علامت ہے[3]۔ تاہم انسانی فطرت، مزاجوں کا اختلاف، حالات کا تغیر اور بعض اوقات ناگزیر سماجی و نفسیاتی عوامل ایسے ہوتے ہیں جن کے باعث ازدواجی زندگی شدید تناؤ، اذیت اور ناانصافی کا شکار ہو جاتی ہے۔ ایسے حالات میں شریعتِ اسلامیہ نے طلاق کو ایک استثنائی، آخری اور ناگزیر حل کے طور پر جائز قرار دیا ہے، نہ کہ پسندیدہ یا معمول کا عمل کے طور پر اس کی اجازت دی ہے۔[4]

اسلام میں طلاق کا بنیادی تصور

اسلام طلاق کو ناپسندیدہ سمجھتا ہے، مگر حرام قرار نہیں دیتا۔ احادیث میں طلاق کو ابغض الحلال کہا گیا ہے، جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ شریعت کا اصل منشا ازدواجی رشتے کو برقرار رکھنا ہے، مگر جب یہ رشتہ اپنی اصل غایت سکون، عدل اور اخلاقی توازن سے محروم ہو جائے تو اسے زبردستی باقی رکھنا ظلم اور فتنہ کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لیے طلاق کو ایک اصلاحی راستہ بنایا گیا، تاکہ فریقین مستقل اذیت، گناہ اور فساد سے بچ سکیں۔

طلاق کی اجازت کی حکمت

طلاق کی اجازت دراصل اسلامی قانون کی لچک، حقیقت پسندی اور انسانی نفسیات سے واقفیت کا مظہر ہے۔ بعض ازدواجی رشتے اس حد تک بگڑ جاتے ہیں کہ نہ مصالحت ممکن رہتی ہے، نہ باہمی حقوق کی ادائیگی۔ ایسے حالات میں زبردستی ساتھ رہنا:

- نفسیاتی بیماریوں،
- گھریلو تشدد،
- اخلاقی بگاڑ،
- اور بچوں کی شخصیت پر منفی اثرات کا سبب بن سکتا ہے۔ شریعت ایسے ضرر کو قبول نہیں کرتی، کیونکہ اسلامی قانون کا ایک مسلم اصول ہے" :نہ خود نقصان اٹھاؤ اور نہ دوسروں کو نقصان پہنچاؤ"۔ لہٰذا طلاق ایک ایسا دروازہ ہے جو شدید ضرر کی صورت میں کھولا جاتا ہے، نہ کہ معمولی اختلافات پر۔[5]

طلاق سے قبل اصلاحی مراحل

اسلام نے طلاق کو فوری اور جذباتی فیصلہ بننے سے روکنے کے لیے متعدد اصلاحی مراحل مقرر کیے ہیں۔ قرآن کریم میاں بیوی کو صبر، نصیحت، علیحدگی بستر اور خاندان کے بزرگوں کے ذریعے مصالحت کی تلقین کرتا ہے۔ حتیٰ کہ عدّت کا نظام بھی اسی حکمت پر مبنی ہے تاکہ:

- جذبات کی شدت کم ہو،
- رجوع کا امکان باقی رہے،
- اور فیصلہ سوچ سمجھ کر ہو۔

یہ تمام مراحل اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام طلاق نہیں، بلکہ طلاق سے بچاؤ چاہتا ہے۔[6]

طلاق بطور آخری حل

اسلامی نظامِ خاندان کی اساس دوام، سکون اور باہمی ذمہ داری پر قائم ہے۔ نکاح محض ایک قانونی معاہدہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی و روحانی رشتہ ہے جسے قرآن کریم نے میثاقِ غلیظ قرار دیا۔ اسی بنا پر شریعتِ اسلامیہ نے ازدواجی رشتے کے تحفظ کے لیے متعدد اخلاقی، قانونی اور اصلاحی تدابیر وضع کی ہیں۔ طلاق کی اجازت بھی اسی نظام کا حصہ ہے، مگر اسے آخری حل (Last Resort) کے طور پر پیش کیا گیا ہے، تاکہ خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ رہے اور انسانی جذبات و مفادات بے قابو نہ ہوں۔

دوامِ نکاح شریعت کا اصل مقصود

اسلام میں اصل حکم نکاح کا قیام اور اس کا تحفظ ہے۔ قرآن کریم ازدواجی زندگی کے مقاصد میں سکون، مودّت اور رحمت کو مرکزی حیثیت دیتا ہے۔ اگر طلاق کو ابتدائی یا آسان حل بنا دیا جاتا تو خاندان، جو معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، عدم استحکام کا شکار ہو جاتا۔ اس لیے شریعت نے واضح کر دیا کہ اختلافات کی صورت میں پہلا، دوسرا اور تیسرا راستہ اصلاح، صبر اور مصالحت ہے، نہ کہ علیحدگی۔[7]

انسانی نفسیات اور وقتی جذبات کا لحاظ

طلاق کو آخری حل بنانے کا ایک اہم فلسفہ انسانی نفسیات کی حقیقت شناسی ہے۔ انسان غصہ، مایوسی اور وقتی جذبات کے زیر اثر ایسے فیصلے کر سکتا ہے جن پر بعد میں ندامت ہوتی ہے۔ شریعت نے فوری اور جذباتی طلاق کے دروازے بند کرنے کے لیے:

- تدریجی مراحل،
- مہلتِ فکر (عدّت)،
- اور رجوع کی گنجائش رکھی، تاکہ وقتی جذبات مستقل فیصلوں میں تبدیل نہ ہو جائیں۔ یہ حکمت اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام انسان کو اس کی کمزوریوں کے ساتھ مخاطب کرتا ہے۔

اصلاحی مراحل کا منظم نظام

طلاق کو آخری حل بنانے کا فلسفہ اصلاحی مراحل کے منظم نظام میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ اختلاف کی ابتدا میں نصیحت، پھر وقتی علیحدگی، پھر خاندان کے نمائندوں کے ذریعے مصالحت، یہ سب مراحل اس لیے ہیں کہ رشتہ بچایا جا سکے۔ ان مراحل کی موجودگی میں طلاق کا اختیار ایک ہنگامی دروازہ بن جاتا ہے، جسے صرف اس وقت کھولا جاتا ہے جب باقی تمام راستے بند ہو جائیں۔

عدل اور ظلم سے بچاؤ

اگرچہ نکاح کا دوام مطلوب ہے، مگر شریعت کسی فریق کو دائمی ظلم، اذیت یا ناانصافی میں جکڑے رکھنے کی قائل نہیں۔ طلاق کو آخری حل بنانے کا مطلب یہ نہیں کہ ہر حال میں ساتھ رہنا لازم ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ طلاق سے پہلے یہ یقین کر لیا جائے کہ:

- ظلم واقعی ناقابلِ برداشت ہو چکا ہے،
- حقوق کی ادائیگی ممکن نہیں رہی،
- اور ازدواجی تعلق گناہ یا فساد کا ذریعہ بن گیا ہے۔

ایسے میں طلاق ایک انصاف پر مبنی خروج بن جاتی ہے، نہ کہ فرار۔

بچوں اور معاشرتی مفاد کا تحفظ

طلاق کو آخری حل قرار دینے کا ایک اہم فلسفہ بچوں اور معاشرے کے وسیع تر مفاد کا تحفظ ہے۔ ناپختہ اور جلد بازی میں ہونے والی طلاقیں بچوں کی نفسیات، تربیت اور سماجی شناخت کو شدید نقصان پہنچاتی ہیں۔ شریعت خاندان کو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش اس لیے کرتی ہے کہ:

- بچوں کو محفوظ ماحول ملے،
- نسب اور تربیت کا نظام قائم رہے،
- اور معاشرہ اخلاقی انتشار سے بچا رہے۔ اسی اجتماعی مفاد کی خاطر طلاق کو آخری مرحلہ بنایا گیا۔

آزادی اور ذمہ داری میں توازن

اسلامی قانون نہ تو فرد کی آزادی کو مطلق بناتا ہے اور نہ ہی اسے بے جا پابندیوں میں جکڑتا ہے۔ طلاق کو آخری حل قرار دے کر شریعت نے آزادی اور ذمہ داری کے درمیان توازن قائم کیا ہے۔ فرد کو یہ حق تو دیا گیا کہ وہ ناقابلِ برداشت زندگی سے نکل سکے، مگر اس حق کو:

- اخلاقی ذمہ داری،
- سماجی اثرات،

- اور دینی جواب دہی کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔

جدید تناظر میں فلسفۂ Last Resort کی معنویت

عصرِ حاضر میں، جہاں طلاق کو یا تو معمولی بنا دیا گیا ہے یا سماجی عیب سمجھ کر ہر حال میں روکا جاتا ہے، اسلامی فلسفۂ Last Resort غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ یہ فلسفہ نہ جذباتی آزادی کا نام ہے اور نہ جبر کا؛ بلکہ ایک متوازن، حقیقت پسندانہ اور اخلاقی راستہ ہے جو فرد، خاندان اور معاشرے تینوں کے مفاد کو سامنے رکھتا ہے۔ طلاق کو آخری حل کے طور پر پیش کرنے کا فلسفہ دراصل اسلامی شریعت کی جامع حکمت کا مظہر ہے۔ یہ فلسفہ ہمیں سکھاتا ہے کہ رشتوں کو بچانا اصل ہدف ہے، مگر ظلم کو دوام دینا مقصد نہیں۔ اصلاح، صبر اور مصالحت کے تمام راستے اختیار کرنے کے بعد، اگر ازدواجی زندگی اپنی اصل روح کھو دے تو طلاق ایک جائز، مگر انتہائی سنجیدہ فیصلہ بن جاتی ہے۔ یہی توازن اسلام کے خاندانی نظام کو انسان دوست، عادلانہ اور دیرپا بناتا ہے۔ جب تمام اصلاحی تدابیر ناکام ہو جائیں اور ازدواجی تعلق مسلسل ظلم، نفرت اور گناہ کا سبب بن جائے تو طلاق ایک رحمت بن جاتی ہے۔ اس صورت میں طلاق:

- دونوں فریقین کو نئی زندگی کا موقع دیتی ہے،
- نفسیاتی دباؤ سے نجات فراہم کرتی ہے،
- اور بچوں کو مسلسل کشمکش کے ماحول سے بچاتی ہے۔ یوں طلاق محض علیحدگی نہیں، بلکہ بعض اوقات بڑے فساد سے بچاؤ کا ذریعہ ہوتی ہے۔

طلاق اور عدل و ذمہ داری

اسلام طلاق کے ساتھ ذمہ داری اور عدل کو لازم قرار دیتا ہے۔ عورت کے مالی حقوق، عدّت کا احترام، بچوں کی کفالت اور عزتِ نفس کا تحفظ، یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ شریعت طلاق کو بھی اخلاقی اور انسانی دائرے میں رکھتی ہے۔ مرد کو من مانی اور ظلم کا اختیار نہیں دیا گیا، بلکہ اسے جواب دہی اور تقویٰ کا پابند بنایا گیا ہے۔

عصرِ حاضر میں طلاق کا درست فہم

آج کے دور میں طلاق یا تو انتہائی معمولی بنا دی گئی ہے یا بالکل ممنوع اور سماجی داغ سمجھ لی گئی ہے۔ دونوں رویے غیر متوازن ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ:

- طلاق نہ کھلونا ہے،
- نہ ناقابلِ معافی جرم؛

لہٰذا طلاق ایک سنگین مگر جائز فیصلہ ہے، جو صرف شدید ضرورت میں کیا جانا چاہیے۔ درست فہم، دینی رہنمائی اور خاندانی نظام کی مضبوطی سے طلاق کی شرح کم کی جا سکتی ہے، مگر اس دروازے کو مکمل بند کرنا خود ظلم ہے۔ اسلامی شریعت میں طلاق کا جواز اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ ہر رشتہ ہر حال میں قابلِ بقا نہیں ہوتا۔ شریعت نے نکاح کو اصل، اور طلاق کو استثناء بنایا ہے۔ طلاق کا مقصد خاندان کو توڑنا نہیں، بلکہ اس ظلم اور فساد کو روکنا ہے جو ناکام ازدواجی زندگی کے نتیجے میں پیدا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا طلاق کو نہ تو بے جا استعمال کیا جائے، نہ ہی اسے کلی طور پر رد کیا جائے، بلکہ اسے ضرورت کے وقت، آخری حل اور ذمہ داری کے ساتھ اختیار کیا جائے، یہی اسلام کا متوازن، عادلانہ اور انسانی نقطۂ نظر ہے۔

قرآن مجید میں طلاق کا تدریجی اور اصلاحی اسلوب

قرآنِ مجید ایک ہمہ گیر ہدایت نامہ ہے جو انسانی زندگی کے تمام انفرادی، خاندانی اور اجتماعی پہلوؤں کو حکمت، توازن اور عدل کے ساتھ منظم کرتا ہے۔ اسلامی خاندانی نظام میں نکاح کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جسے قرآن میثاقِ غلیظ قرار دے کر اس کے تقدس، دوام اور ذمہ داری کو

واضح کرتا ہے۔ تاہم انسانی فطرت، نفسیاتی پیچیدگیاں اور سماجی حالات بعض اوقات ازدواجی زندگی کو شدید تناؤ اور تعارض کا شکار بنا دیتے ہیں۔ ایسے مواقع پر قرآنِ مجید طلاق کو نہ فوری حل کے طور پر پیش کرتا ہے، نہ ہی مطلق ممنوع قرار دیتا ہے، بلکہ ایک تدریجی، اصلاحی اور مقصدی اسلوب اختیار کرتا ہے، جو قرآن کے حکیمانہ مزاج اور انسانی حقیقت شناسی کا مظہر ہے۔

قرآنی تصورِ نکاح اور طلاق کا پس منظر

قرآنِ مجید میں طلاق کے احکام کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے نکاح کے قرآنی تصور کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ قرآن میاں بیوی کے تعلق کو سکون، مودّت اور رحمت سے تعبیر کرتا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اصل ہدف ازدواجی رشتے کا تحفظ اور بقا ہے۔ اسی پس منظر میں طلاق کا ذکر آتا ہے، جو نکاح کے مقابل ایک ثانوی، اضطراری اور استثنائی حکم ہے۔ قرآن کا اسلوب اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ طلاق کو اصل نہیں بلکہ ناکامیِ تعلق کی صورت میں اصلاحی راستہ بنایا گیا ہے۔

طلاق میں تدریج: قرآنی اسلوب کی نمایاں خصوصیت

قرآنِ مجید کا امتیاز یہ ہے کہ وہ انسانی معاملات میں تدریج (Gradualism) کو اختیار کرتا ہے۔ طلاق کے معاملے میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔ قرآن ایک ہی وقت میں حتمی علیحدگی کا حکم نہیں دیتا بلکہ مرحلہ وار طریقہ اپناتا ہے، جس کا مقصد جلد بازی، جذباتیت اور ندامت سے بچاؤ ہے۔

یہ تدریج اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ طلاق ایک لمحاتی فیصلہ نہیں بلکہ سوچے سمجھے، حالات کا جائزہ لینے اور اصلاح کی تمام راہیں آزمانے کے بعد اختیار کی جانے والی صورت ہے۔[8]

اصلاحی تدابیر کا قرآنی نظام

قرآنِ مجید طلاق سے قبل اصلاح کو بنیادی ہدف قرار دیتا ہے۔ میاں بیوی کے باہمی اختلاف کی صورت میں سب سے پہلے اندرونی اصلاح کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، جس میں نصیحت، ضبطِ نفس اور تحمل شامل ہے۔ اگر معاملہ شدت اختیار کرے تو وقتی فاصلہ اور سنجیدہ غور و فکر کی تلقین کی جاتی ہے۔

بعد ازاں قرآن خاندان کے کردار کو بروئے کار لاتا ہے اور دونوں جانب سے معتبر افراد کے ذریعے مصالحت کی کوشش کو لازم قرار دیتا ہے۔ یہ مرحلہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن طلاق کو نجی مسئلہ نہیں بلکہ خاندانی اور سماجی معاملہ سمجھتا ہے، جس کے اثرات وسیع ہوتے ہیں۔

عدّت: تدریج اور اصلاح کا عملی مظہر

قرآن میں عدّت کا نظام طلاق کے تدریجی اور اصلاحی اسلوب کا نہایت اہم مظہر ہے۔ عدّت محض انتظار کی مدت نہیں بلکہ:

- جذبات کے اعتدال،
- رجوع کے امکان،
- اور تعلق کی بحالی کا ایک سنجیدہ موقع فراہم کرتی ہے۔ قرآن عدّت کے دوران عورت کو گھر سے نہ نکالنے اور حالات کو بگاڑنے سے منع کرتا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت آخری لمحے تک رشتے کو بچانے کی خواہاں ہے۔ یہ اسلوب بتاتا ہے کہ قرآن طلاق کو ایک ناقابلِ واپسی فیصلہ بنانے سے پہلے کئی دروازے کھلے رکھتا ہے۔[9]

طلاق کی تعداد اور حدود

قرآنِ مجید نے طلاق کی تعداد متعین کر کے انسانی خواہشات اور جذبات پر واضح حدود قائم کی ہیں۔ یہ تحدید دراصل اصلاحی حکمت پر مبنی ہے، تاکہ مرد طلاق کو کھیل نہ بنائے اور عورت عدم تحفظ کا شکار نہ ہو۔ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کی اجازت اسی تدریجی اسلوب کا حصہ ہے، جبکہ آخری مرحلے پر علیحدگی کو قطعی قرار دے کر فیصلہ سازی میں سنجیدگی پیدا کی گئی ہے۔

حسنِ سلوک اور اخلاقی پابندیاں

قرآنِ مجید طلاق کے احکام بیان کرتے ہوئے اخلاقیات کو نظر انداز نہیں کرتا۔ علیحدگی کی صورت میں بھی بھلائی، احسان اور عدل کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ عورت کے مالی حقوق، عزتِ نفس اور سماجی تحفظ پر زور دے کر قرآن واضح کرتا ہے کہ طلاق انتقام یا ذلت کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک منظم اور باوقار اختتام ہونا چاہیے۔

یہ اصلاحی اسلوب اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ اسلامی قانون محض قانونی ضابطہ نہیں بلکہ اخلاقی نظام بھی ہے۔

مقاصدِ شریعت کی روشنی میں قرآنی اسلوب

اگر طلاق کے قرآنی احکام کو مقاصدِ شریعت کی روشنی میں دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ تدریج اور اصلاح کا یہ اسلوب:

- دین کی حفاظت،
- نفس و عقل کے تحفظ،
- نسل اور خاندان کی بقا،
- اور معاشرتی توازن کو یقینی بناتا ہے۔ قرآن نہ فرد کو ظلم میں قید کرتا ہے اور نہ ہی معاشرے کو خاندانی انتشار کے حوالے کرتا ہے، بلکہ ایک متوازن راستہ فراہم کرتا ہے۔[10]

عصرِ حاضر میں قرآنی اسلوب کی معنویت

آج کے دور میں، جہاں طلاق یا تو انتہائی آسان بنا دی گئی ہے یا شدید سماجی دباؤ کے باعث ظلم کے باوجود روکی جاتی ہے، قرآنی تدریجی و اصلاحی اسلوب غیر معمولی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ اسلوب ہمیں سکھاتا ہے کہ طلاق نہ جذباتی ردِ عمل ہے اور نہ ہی سماجی ناکامی، بلکہ ایک آخری اصلاحی اقدام ہے، جو صرف مکمل شعور، ذمہ داری اور تقویٰ کے ساتھ اختیار کیا جانا چاہیے۔ قرآنِ مجید میں طلاق کا تدریجی اور اصلاحی اسلوب اس کی حکمت، انسان دوستی اور عدل پر مبنی قانون سازی کا روشن نمونہ ہے۔ قرآن کا اصل مقصد ازدواجی رشتے کو بچانا ہے، مگر جب یہ رشتہ اپنی اصلاحی صلاحیت کھو دے تو طلاق کو ایک منظم، محدود اور اخلاقی راستے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ یوں قرآنی اسلوب نہ صرف خاندانی نظام کو تحفظ فراہم کرتا ہے بلکہ فرد اور معاشرے دونوں کو ظلم، انتشار اور بے راہ روی سے بچاتا ہے۔ یہی وہ توازن ہے جو اسلامی خاندانی نظام کو دوام اور معنویت عطا کرتا ہے۔

عصرِ حاضر میں طلاق کے غلط استعمال کا بڑھتا ہوا رجحان

اسلامی شریعت میں طلاق ایک استثنائی اور انتہائی سنجیدہ فیصلہ ہے، جسے آخری حل (Last Resort) کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیثِ نبوی ﷺ میں طلاق کو ناپسندیدہ مگر جائز قرار دیا گیا ہے، اور اس کی شرعی حدود، تدریجی اسلوب، اور اصلاحی مراحل واضح کیے گئے ہیں۔ تاہم عصرِ حاضر میں متعدد سماجی، نفسیاتی اور تکنیکی عوامل کی وجہ سے طلاق کے غلط استعمال میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ رجحان نہ صرف خاندان اور معاشرت پر منفی اثر ڈال رہا ہے بلکہ شریعت کے مقاصدِ اصلاح و عدل کی خلاف ورزی کا سبب بھی بن رہا ہے۔

طلاق کے غلط استعمال کی صورتیں

غصے میں طلاق دینا

جدید ازدواجی زندگی میں جذباتی بے قابوئی اور عارضی غصہ اکثر طلاق کے فوری فیصلے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ مرد یا عورت کسی بحث، تلخی یا عارضی اختلاف کے دوران جذبات میں آکر طلاق کا اعلان کر دیتے ہیں۔ فقہی نقطہ نظر سے یہ عمل:

- شریعت کے تدریجی اصلاحی اسلوب کی خلاف ورزی ہے،
- عارضی جذبات کو دائمی علیحدگی میں بدل دیتا ہے،
- اور خاندان کے استحکام اور بچوں کی نفسیاتی صحت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

اسلام میں طلاق کو جذباتی ردِ عمل نہیں بلکہ سوچے سمجھے، مرحلہ وار فیصلے کے تحت اختیار کرنے کی تاکید ہے۔

طلاقِ ثلاثہ ایک مجلس میں

طلاقِ ثلاثہ (تیسری طلاق) ایک مجلس میں دینا عصرِ حاضر میں سب سے خطرناک اور غلط استعمال کی صورتوں میں شمار ہوتی ہے۔ کئی لوگ اسے جذباتی دباؤ یا عارضی اشتعال میں اعلان کر دیتے ہیں، جبکہ شریعت اس کی شدت، عدّت کے نظام، اور رجوع کے امکانات کو مدنظر رکھتے ہوئے محتاط رویہ اختیار کرنے کا حکم دیتی ہے۔ ایک مجلس میں ثلاثہ طلاق:

- فریقین کو رجوع کا موقع نہیں دیتی،
- جذباتی اور سماجی نقصان پیدا کرتی ہے،
- اور شریعت کے اصولِ تدریج اور اصلاح کے خلاف ہے۔

دھمکی کے طور پر طلاق کا استعمال

عصرِ حاضر میں بعض مرد یا خواتین طلاق کو طاقت اور کنٹرول کے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ازدواجی کشمکش میں دھمکی دینے یا دباؤ ڈالنے کے لیے طلاق کا ذکر اکثر معمول بن گیا ہے۔ یہ رویہ:

- شریعت کے اصولِ عدل و انصاف کے منافی ہے،
- خاندان میں خوف اور غیر محفوظ ماحول پیدا کرتا ہے،
- اور ازدواجی تعلقات میں اخلاقی نقصان پہنچاتا ہے۔

اسلامی فقہ میں طلاق دھمکی یا تشدد کے آلہ کے طور پر استعمال کرنا صریحاً ممنوع ہے اور اس کی حیثیت غیر معتبر سمجھی جاتی ہے۔

معمولی گھریلو اختلافات پر طلاق

معاشرتی تبدیلیوں اور فوری ردعمل کی وجہ سے بعض افراد ہر چھوٹی بات، جیسے جھگڑے، مالی تنازع یا معمولی اختلاف پر طلاق دینے لگے ہیں۔ یہ رجحان:

- طلاق کے شرعی مقصد (اصلاح اور سنگین نقصان سے بچاؤ) کی نفی کرتا ہے،
- ازدواجی زندگی کو عارضی اور غیر مستحکم بنا دیتا ہے،
- اور بچوں، خاندان اور سماجی نظام پر منفی اثر ڈالتا ہے۔

قرآنِ مجید اور احادیث میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اختلاف کی صورت میں صبر، نصیحت، علیحدگیِ بستر اور خاندان کی مدد سے مصالحت کی جائے، تاکہ طلاق آخری حل کے طور پر رہے۔[11]

سوشل میڈیا/پیغامات کے ذریعے طلاق

جدید دور میں طلاق کا اعلان سوشل میڈیا، موبائل میسجز یا ایپلیکیشن کے ذریعے کیا جانا ایک نیا رجحان بن چکا ہے۔ اس صورت میں:

- طلاق کی روحانی، اخلاقی اور سماجی اہمیت کم ہو جاتی ہے،
- فریقین کو رجوع یا اصلاح کے مراحل کا موقع نہیں ملتا،
- اور رسمی اعلان کی جگہ عارضی، جذباتی اور ناقابلِ واپسی رویہ اختیار کر لیتا ہے۔

فقہی نقطہ نظر سے یہ طریقہ غیر سنجیدہ، غیر شرعی اور انسانی رویے کے خلاف ہے، کیونکہ طلاق کا اعلان مستند، باوقار اور باہمی ادراک کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

عصرِ حاضر میں غلط استعمال کے سماجی و نفسیاتی مضمرات

طلاق کے غلط استعمال کے بڑھتے رجحانات کے نتیجے میں:

- خاندان کی بنیاد کمزور ہو رہی ہے،
- بچوں کی نفسیاتی اور تربیتی صحت متاثر ہو رہی ہے،
- خواتین کی سماجی و اقتصادی حیثیت خطرے میں ہے،
- معاشرتی استحکام اور اخلاقی توازن متاثر ہو رہے ہیں۔

یہ تمام اثرات قرآن و حدیث کے مقاصدِ شریعت (حفظِ نفس، نسل، دین اور معاشرتی انصاف) کے خلاف ہیں۔

اسلامی شریعت طلاق کو ناپسندیدہ مگر جائز قرار دیتی ہے اور اسے آخری حل، تدریجی اور اصلاحی اسلوب کے تحت اختیار کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ عصرِ حاضر میں طلاق کے غلط استعمال، جیسے جذبات میں اعلان، دھمکی، معمولی جھگڑوں یا سوشل میڈیا کے ذریعے، نہ صرف شرعی حدود کی خلاف ورزی ہیں بلکہ سماجی اور نفسیاتی نقصان بھی پہنچاتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تعلیم، فقہی رہنمائی اور سماجی شعور کے ذریعے خاندانوں کو اس کے صحیح استعمال کی طرف راغب کیا جائے تاکہ طلاق کا اصل مقصد "اصلاح، عدل اور انسانی تحفظ" فروغ پائے۔

طلاق کے غلط استعمال کے اسباب

اسلامی شریعت میں طلاق کو ایک استثنائی، ناپسندیدہ مگر جائز حل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ طلاق کے غلط استعمال کا رجحان، خصوصاً عصرِ حاضر میں، نہ صرف خاندانی نظام کو متاثر کرتا ہے بلکہ معاشرتی، نفسیاتی اور فقہی مسائل بھی پیدا کرتا ہے۔ اس مضمون میں طلاق کے غلط استعمال کے اسباب کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ کون سے عوامل فریقین کو غیر سنجیدہ یا غیر شرعی فیصلوں کی طرف دھکیلتے ہیں۔

دینی تعلیمات سے لاعلمی

سب سے بنیادی وجہ دینی تعلیمات کی عدم آگاہی ہے۔ کئی افراد:

- طلاق کے شرعی اصول اور حدود سے بے خبر ہیں،
- اصلاحی مراحل، عدّت کے نظام اور رجوع کے مواقع کے بارے میں معلومات نہیں رکھتے،
- اور طلاق کو جذباتی یا معمولی اختلافات کا آسان حل سمجھ لیتے ہیں۔

یہ لاعلمی نہ صرف غیر شرعی رویوں کو جنم دیتی ہے بلکہ خاندان اور سماج میں عدم تحفظ اور انتشار کا سبب بھی بنتی ہے۔

جذباتی ناپختگی اور غصے پر قابو نہ ہونا

انسانی نفسیات میں جذباتی ردِ عمل اور غصہ اکثر فیصلوں میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ عصری ازدواجی زندگی میں:

- فوری اور جذباتی فیصلے جیسے غصے میں طلاق دینا،
- دھمکی یا انتقام کے طور پر طلاق کا استعمال،

یہ اسباب کافی عام ہو گئے ہیں۔ اسلامی اسلوب میں طلاق کو صرف سنجیدہ، فکری اور مرحلہ وار فیصلہ قرار دیا گیا ہے تاکہ انسانی جذبات کی شدت مستقل نقصان کا سبب نہ بنے۔

سماجی دباؤ اور خاندانی مداخلت

خاندان، دوست احباب اور معاشرتی رویے بھی طلاق کے غلط استعمال میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض اوقات:

- خاندانی مداخلت یا دباؤ جذباتی فیصلہ سازی کو متاثر کرتا ہے،
- یا رشتہ دار اور سماج کی رائے کے خوف میں افراد جلدی علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں،
- اور طلاق کے اصلاحی مراحل کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

یہ رویہ شریعت کے اصولِ عدل، انصاف اور خاندانی تحفظ کے خلاف ہے۔

قانونی پیچیدگیاں اور غلط فہمیاں

عصری دور میں قانونی نظام اور عدالتی طریقہ کار کی پیچیدگیاں بھی طلاق کے غلط استعمال کا سبب بنتی ہیں۔ فریقین:

- طلاق کے قانونی اثرات اور مالی و نفسیاتی ذمہ داریوں سے مکمل آگاہ نہیں ہوتے،
- عدالتی پیچیدگی یا بدفہمی کے باعث فوری اعلان یا رجوع کے بغیر علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں،
- اور بعض اوقات موبائل یا سوشل میڈیا کے ذریعے غیر رسمی طلاق کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

یہ تمام عوامل خاندان میں عدم تحفظ اور غیر مستحکم تعلقات کو فروغ دیتے ہیں۔

میڈیا اور غیر اسلامی خاندانی تصورات کا اثر

موجودہ دور میں میڈیا، فلمیں، ڈرامے اور سوشل میڈیا طلاق کے بارے میں غیر حقیقت پسندانہ تصورات پیش کرتے ہیں۔ نوجوان:

- طلاق کو آسان، جذباتی یا قابلِ قبول حل سمجھنے لگتے ہیں،
- حقیقی اصلاحی اصول، رجوع اور ذمہ داری کی اہمیت سے غافل ہو جاتے ہیں،
- اور اسلامی خاندانی نظام کے تقدس اور تدریجی اسلوب کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

یہ اثر خاص طور پر شہری اور ٹیکنالوجی سے مربوط خاندانوں میں زیادہ نمایاں ہے۔

طلاق کے غلط استعمال کے اسباب متعدد اور باہم مربوط ہیں۔ دینی تعلیمات سے لاعلمی، جذباتی ناپختگی، سماجی دباؤ، قانونی پیچیدگیاں، اور میڈیا کے اثرات اجتماعی طور پر ایک ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں جہاں طلاق غیر سنجیدہ، جذباتی اور غیر شرعی رویے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ عصرِ حاضر میں اس رجحان کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ:

- دینی اور فقہی تعلیم کو فروغ دیا جائے،
- جذباتی تربیت اور صبر و تحمل کی اہمیت اجاگر کی جائے،
- سماجی شعور اور خاندانی رہنمائی مضبوط کی جائے،
- اور میڈیا میں اسلامی خاندانی اقدار کی ترویج کی جائے۔

یہ اقدامات طلاق کے اصل مقصد "اصلاح، عدل اور انسانی تحفظ" کو بحال کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔

طلاق کے غلط استعمال کے نتائج

عورت اور بچوں پر نفسیاتی و معاشرتی اثرات

طلاق کے غیر سنجیدہ یا جذباتی استعمال سے سب سے زیادہ اثرات عورت اور بچوں پر پڑتے ہیں۔ عورت اکثر نفسیاتی دباؤ، احساسِ کمتری، تنہائی اور معاشرتی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مالی مشکلات اور سماجی تعصب بھی اس کے مسائل میں اضافہ کرتے ہیں۔ بچوں کی نفسیاتی صحت بھی متاثر ہوتی ہے؛ وہ والدین کے درمیان کشمکش، علیحدگی اور عدم تحفظ کی فضا میں پرورش پاتے ہیں، جس سے ان کے جذباتی استحکام اور معاشرتی تعلقات متاثر ہوتے ہیں۔ طلاق کے فوری اور غیر ذمہ دارانہ استعمال سے بچوں میں اضطراب، خوف اور خود اعتمادی کی کمی پیدا ہوتی ہے، جو ان کی تعلیمی کارکردگی اور مستقبل کے خاندانی تعلقات پر بھی اثر ڈال سکتی ہے۔

خاندانی نظام کی کمزوری

طلاق کے غیر مناسب استعمال سے خاندانی نظام کی بنیاد کمزور پڑ جاتی ہے۔ ازدواجی تعلقات کے غیر ضروری خاتمے سے خاندان میں تعاون، اعتماد اور باہمی ذمہ داری کے رشتے متاثر ہوتے ہیں۔ بزرگ افراد اور دیگر خاندان کے ارکان کا کردار کمزور پڑتا ہے، اور خاندان کے اندرونی ہم آہنگی کی جگہ کشمکش اور علیحدگی لے لیتی ہے۔ یہ کمزوری نہ صرف موجودہ خاندان پر اثر ڈالتی ہے بلکہ آنے والی نسلوں تک بھی منتقل ہو سکتی ہے، کیونکہ بچے اس عدم استحکام کو بطور نمونہ دیکھ کر اپنی زندگی میں بھی غیر محفوظ رویے اپنا سکتے ہیں۔

معاشرتی عدم استحکام

غلط استعمال شدہ طلاق سے سماجی نظام میں بھی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔ طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحانات سے خاندان معاشرتی ستون کے طور پر اپنی اہمیت کھو دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرت میں اخلاقی انتشار، معاشرتی بے چینی اور سماجی تعلقات کے بگاڑ کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ معاشرت میں خاندان کا کردار کمزور پڑنے سے جرم، بے اعتمادی اور سماجی بداعتمادی کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں، اور معاشرہ اپنے اخلاقی اور ثقافتی استحکام کے لیے خطرے میں آ جاتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی غلط تصویر کشی

طلاق کے غیر ذمہ دارانہ استعمال سے اسلام کی خاندانی تعلیمات کے بارے میں بھی غلط فہمیاں پروان چڑھتی ہیں۔ لوگ اسلام میں طلاق کو کسی بھی اختلاف یا جھگڑے کا فوری اور آسان حل سمجھنے لگتے ہیں، جبکہ شریعت میں طلاق کو صرف آخری، اصلاحی اور تدریجی اقدام کے طور پر جائز قرار دیا گیا ہے۔ یہ غلط تصور نوجوان نسل میں اسلامی خاندانی نظام کے تقدس، ازدواجی ذمہ داری اور شریعت کے اصولِ اصلاح و عدل کے بارے میں غلط رویے پیدا کرتا ہے۔ اس طرح، طلاق کے غیر مناسب استعمال سے نہ صرف فرد اور خاندان متاثر ہوتے ہیں بلکہ دین کی حقیقی روح بھی عوام الناس میں کمزور یا مسخ شدہ انداز میں پیش ہوتی ہے۔

قرآن کی روشنی میں تدارکِ طلاق

اسلامی شریعت طلاق کو ایک استثنائی اور انتہائی سنجیدہ فیصلہ قرار دیتی ہے، اور اسے آخری حل کے طور پر اختیار کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ قرآن کریم اور سنتِ نبوی ﷺ میں طلاق کے تدارک کے لیے کئی اصلاحی نظام وضع کیے گئے ہیں، تاکہ ازدواجی رشتے کو نقصان سے بچایا جا سکے اور خاندانی استحکام قائم رہے۔

صلح، مصالحت اور ثالثی کا نظام (الحکمین)

قرآن میں طلاق کے تدارک کے لیے صلح اور ثالثی کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔ سورۃ النساء میں واضح فرمایا گیا:

"فَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا"[12]

اس آیت میں میاں بیوی کے درمیان اختلاف کی صورت میں خاندان کے معتبر افراد یا اہل علم کی ثالثی کا نظام واضح کیا گیا ہے۔ یہ ثالثی نہ صرف رشتے کو بچانے کا موقع فراہم کرتی ہے بلکہ دونوں فریقین کو اپنے جذبات اور حقوق کا ادراک کرنے میں مدد دیتی ہے۔ الحکمین کا نظام اختلافات کے تدارک، انصاف کی فراہمی اور ازدواجی تعلقات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کا بہترین قرآنی ذریعہ ہے۔

صبر، برداشت اور احسان کی تلقین

قرآن میں میاں بیوی کو اختلافات کی صورت میں صبر، برداشت اور احسان کا درس دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ"[13]

یہ تعلیم اس بات کی دلیل ہے کہ ازدواجی تعلقات میں تحمل، نرمی اور حسن سلوک اختیار کرنا بنیادی حقائق میں شامل ہے۔ صبر اور برداشت کا پیغام نہ صرف فوری طلاق کے رجحان کو کم کرتا ہے بلکہ ازدواجی رشتے میں اخلاقی اور نفسیاتی توازن قائم کرتا ہے۔ قرآن میں احسان کی تلقین، فریقین کو اپنی کمزوریوں کو سمجھنے اور تعلق کو بچانے کے لیے فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

عدت کا حکیمانہ نظام

عدت کی مدت طلاق کے تدارک اور اصلاحی اسلوب کا ایک عملی مظہر ہے۔ قرآن میں عدت کا نظام عورت اور خاندان دونوں کے مفاد میں مقرر کیا گیا ہے تاکہ:

- جذبات کے اثر میں غیر ضروری علیحدگی نہ ہو،
- رجوع کے مواقع فراہم ہوں،
- اور خاندان میں استحکام برقرار رہے۔

عدت نہ صرف جسمانی اور نفسیاتی توازن قائم کرتی ہے بلکہ رجوع کے لیے بھی ایک سنجیدہ اور معقول موقع فراہم کرتی ہے۔ یہ حکمت عملی شریعت کی انسانی فہم اور تدبیر کا بہترین نمونہ ہے۔

رجوع کی ترغیب

قرآن میں طلاق کے بعد رجوع کی ترغیب بھی واضح ہے، تاکہ رشتہ اپنی اصلاحی صلاحیت کے دائرے میں برقرار رہ سکے۔ رجوع کی اجازت اور ترغیب اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت کا اصل مقصد علیحدگی نہیں بلکہ تعلق کی اصلاح اور تحفظ ہے۔ رجوع کے امکانات دونوں فریقین کو ذمہ داری، فہم اور شعور کے ساتھ تعلق برقرار رکھنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، اور طلاق کو ایک سنجیدہ، محدود اور اخلاقی اقدام کے طور پر قائم رکھتے ہیں۔ قرآن کی روشنی میں طلاق کا تدارک متعدد اصلاحی اور حکیمانہ اقدامات پر مبنی ہے: ثالثی (الحکمین)، صبر و برداشت، عدت کا نظام، اور رجوع کی ترغیب۔ یہ تمام اقدامات ازدواجی رشتے کو نقصان سے بچانے، خاندانی استحکام قائم رکھنے اور فرد و معاشرت میں انصاف و اخلاق کو فروغ دینے کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ اس طرح قرآن نہ صرف طلاق کو ایک آخری حل قرار دیتا ہے بلکہ اس کے ذریعے انسانی زندگی کے اہم تعلقات کی حفاظت اور معاشرتی توازن بھی یقینی بناتا ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اصلاحی تدابیر

اسلامی شریعت میں طلاق کو ایک استثنائی اور اصلاحی حل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور اسے اختیار کرنے سے پہلے ہر ممکن کوشش کے ذریعے تعلق کو برقرار رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ سنتِ نبوی ﷺ میں اس معاملے میں کئی عملی اصول اور رہنمائی موجود ہیں، جو ازدواجی رشتے کو محفوظ رکھنے، خاندانی استحکام قائم کرنے اور عورت کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے اہم ہیں۔

رسول ﷺ کا گھریلو اسوہ

رسول ﷺ نے اپنے گھریلو زندگی میں صبر، شفقت اور حسن سلوک کا عملی مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ کی زندگی میں اختلافات کی صورت میں جذباتی رد عمل کے بجائے نصیحت، حسن سلوک اور تحمل کی حکمت عملی اپنائی گئی۔ آپ ﷺ نے طلاق کو آخری حل کے طور پر رکھا اور ہر ممکن اصلاحی طریقے اختیار کیے، تاکہ رشتہ اپنی تمام اصلاحی صلاحیت کے دائرے میں قائم رہے۔ اس گھریلو اسوہ سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت میں طلاق کے بجائے تعلق کی بقاء اور اصلاح کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔[14]

ناراضی کے باوجود طلاق سے اجتناب

سنتِ نبوی ﷺ میں فریقین کے درمیان اختلافات کی صورت میں طلاق سے اجتناب کی تلقین کی گئی ہے، چاہے ناراضی اور تلخی موجود ہو۔ حدیثوں میں وارد ہے کہ جب اختلاف بڑھ جائے تو میاں بیوی کو مشورہ، ثالثی، اور فکری غور و فکر کے ذریعے تعلق کو قائم رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ اس اصول کا مقصد یہ ہے کہ طلاق کو جذباتی یا وقتی غصے کے تحت نہیں بلکہ سنجیدہ اور اصلاحی سوچ کے ساتھ اختیار کیا جائے۔[15]

گفت و شنید اور برداشت کا طریقہ

رسول ﷺ نے اختلافات کے حل کے لیے گفت و شنید، صبر اور تحمل کی عملی تربیت دی۔ آپ ﷺ کی سنت میں دونوں فریقین کو ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھنے، تحمل سے بات کرنے اور جذباتی رد عمل پر قابو پانے کی تاکید موجود ہے۔ اس طریقہ کار کے ذریعے نہ صرف طلاق کے غیر ضروری استعمال سے بچا جا سکتا ہے بلکہ ازدواجی تعلق میں اخلاقی اور نفسیاتی توازن بھی برقرار رہتا ہے۔[16]

عورتوں کے حقوق کا تحفظ

سنتِ نبوی ﷺ میں عورتوں کے حقوق کے تحفظ کو مرکزی اہمیت دی گئی ہے۔ اختلافات اور طلاق کے دوران عورت کے مالی، سماجی اور نفسیاتی حقوق کو مدنظر رکھا گیا، اور کسی بھی قسم کے ظلم یا زیادتی سے بچاؤ کی ہدایت دی گئی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اصلاحی تدابیر صرف تعلق کی بحالی کے لیے نہیں بلکہ عورت کی عزت، حقوق اور خاندانی تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے بھی وضع کی گئی ہیں۔ سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں طلاق کے اصلاحی اسلوب میں صبر، حسن سلوک، گفت و شنید، ثالثی اور عورت کے حقوق کا تحفظ بنیادی اصول ہیں۔[17] یہ اصول اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلامی شریعت میں طلاق ایک آخری، سنجیدہ اور اصلاحی اقدام ہے، جو صرف مکمل شعور، ذمہ داری اور تقویٰ کے ساتھ اختیار کیا جانا چاہیے۔ رسول ﷺ کی عملی رہنمائی آج کے ازدواجی تنازعات میں بھی بنیادی رہنما اصول فراہم کرتی ہے اور طلاق کے غیر ذمہ دارانہ استعمال کو روکنے میں مؤثر ہے۔[18]

عملی اصلاحی تجاویز برائے طلاق کے غلط استعمال کا سدِباب

طلاق کے غیر ذمہ دارانہ استعمال کو روکنے اور ازدواجی تعلقات کی پائیداری کو یقینی بنانے کے لیے عملی اصلاحی اقدامات ناگزیر ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ اقدامات خاندان، معاشرہ اور فرد کی تربیت پر مرکوز ہیں، تاکہ تعلقات کو نقصان سے بچایا جا سکے اور خاندانی استحکام قائم رہے۔

نکاح سے قبل تربیتی نشستیں

نکاح کے قبل تربیتی نشستیں، ورکشاپس نوجوان جوڑوں کو ازدواجی زندگی کے اصول، ذمہ داریاں اور اختلافات کے حل کے طریقے سکھانے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ ان نشستوں میں شرعی تعلیمات، اخلاقی اصول، گفت و شنید، صبر و برداشت، اور معاشرتی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ یہ تربیت جوڑوں کو غیر ضروری جذباتی رد عمل اور طلاق کے غلط استعمال سے بچانے میں معاون ثابت ہوتی ہے اور ازدواجی تعلقات کی بنیاد کو مضبوط کرتی ہے۔

خاندانی کونسلنگ کا فروغ

خاندانی کونسلنگ یا فیملی تھراپی کا فروغ بھی طلاق کے غیر ذمہ دارانہ رجحان کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے۔ تربیت یافتہ مشیر یا اہلِ علم ثالث کے طور پر اختلافات کے حل میں مدد فراہم کرتے ہیں، جذباتی تناؤ کو کم کرتے ہیں اور فریقین کو متوازن فیصلہ سازی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ خاندانی کونسلنگ کے ذریعے میاں بیوی نہ صرف اپنے اختلافات کو بہتر انداز میں حل کرتے ہیں بلکہ طلاق کے غیر ضروری استعمال سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔

مساجد اور تعلیمی اداروں کا کردار

مساجد اور تعلیمی ادارے معاشرت میں اصلاحی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ خطبات، لیکچرز اور تعلیمی پروگراموں کے ذریعے اسلامی خاندانی نظام، ازدواجی تعلقات، صبر، حسن سلوک، اور طلاق کے درست استعمال کے بارے میں آگاہی فراہم کی جاسکتی ہے۔ یہ ادارے خاندانوں میں فکری تربیت، اخلاقی رہنمائی اور اصلاحی ماحول پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں، جو غیر ضروری علیحدگی اور غلط استعمال کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

قانونی و شرعی آگاہی پروگرامز

عصری دور میں قانونی اور شرعی آگاہی پروگرامز بھی ضروری ہیں تاکہ فریقین طلاق کے حقوق و فرائض، عدت، رجوع، اور قانونی اثرات سے باخبر ہوں۔ ورکشاپس، سیمینارز اور آگاہی کیمپ کے ذریعے افراد کو طلاق کے شرعی اور قانونی مضمرات کے بارے میں تربیت دی جاسکتی ہے۔ اس طرح افراد نہ صرف جذباتی یا غلط فہمی کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کرتے بلکہ ذمہ داری، شعور اور انصاف کے ساتھ ازدواجی تعلقات میں اصلاح کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ عملی اصلاحی تجاویز جیسے تربیتی نشستیں، خاندانی کونسلنگ، مساجد و تعلیمی اداروں کا کردار اور قانونی و شرعی آگاہی پروگرامز طلاق کے غیر ذمہ دارانہ استعمال کو کم کرنے، ازدواجی تعلقات کو مضبوط بنانے اور خاندانی نظام میں استحکام قائم رکھنے کے مؤثر اقدامات ہیں۔ ان تجاویز پر عمل کر کے نہ صرف خاندان بلکہ معاشرتی استحکام اور دینی اصولوں کی حفاظت بھی ممکن ہے۔

نتائج و سفارشات

اس تحقیق کے ذریعے یہ واضح ہوا کہ عصرِ حاضر میں طلاق کے غلط استعمال کے رجحانات میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جس کی بنیادی وجوہات دینی تعلیمات

کی عدم آگاہی، جذباتی ناپختگی، سماجی دباؤ، قانونی پیچیدگیاں اور میڈیا کے اثرات ہیں۔ طلاق کے غیر ذمہ دارانہ استعمال سے نہ صرف عورت اور بچوں پر

نفسیاتی اور معاشرتی اثرات مرتب ہوتے ہیں بلکہ خاندانی نظام کمزور اور معاشرتی استحکام متاثر ہوتا ہے۔ اس تحقیق میں یہ بھی واضح ہوا کہ طلاق کے صحیح استعمال کے لیے قرآن اور سنت میں متعدد اصلاحی، تدبیری اور حکیمانہ اصول موجود ہیں، جن پر عمل کر کے خاندان کی حفاظت اور ازدواجی تعلقات کی مضبوطی ممکن ہے۔

اسلامی نظامِ خاندان کی برتری

اسلامی نظامِ خاندان کا بنیادی مقصد تعلقات کو تحفظ فراہم کرنا، عدل و انصاف قائم رکھنا اور خاندان کے تمام اراکین کے حقوق کو یقینی بنانا ہے۔ قرآن اور سنت میں طلاق کو آخری حل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور اصلاح، صلح، ثالثی، صبر و تحمل، عدت اور رجوع کے نظام کے ذریعے خاندان کی بنیاد کو محفوظ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس تحقیق کے نتائج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی نظامِ خاندان نہ صرف عصری چیلنجز کے مقابلے میں کارآمد ہے بلکہ معاشرتی، نفسیاتی اور اخلاقی استحکام کو بھی برقرار رکھتا ہے۔

طلاق کے صحیح اور ذمہ دارانہ استعمال کی ضرورت

تحقیق کے نتائج واضح کرتے ہیں کہ طلاق کو صرف سنجیدہ، ذمہ دارانہ اور اصلاحی تناظر میں اختیار کیا جانا چاہیے۔ عملی اصلاحی تجاویز جیسے تربیتی نشستیں، خاندانی کونسلنگ، مساجد و تعلیمی اداروں کا کردار اور قانونی و شرعی آگاہی پروگرامز طلاق کے غیر ذمہ دارانہ استعمال کو کم کرنے، ازدواجی تعلقات کو مضبوط بنانے اور خاندانی نظام میں استحکام قائم رکھنے کے مؤثر اقدامات ہیں۔ لہٰذا، طلاق کو ایک استثنائی، سنجیدہ اور اخلاقی اقدام کے طور پر اختیار کرنا ضروری ہے، تاکہ خاندان، معاشرت اور اسلامی تعلیمات کی حفاظت ممکن ہو سکے۔

حواشی وحوالہ جات:

Bibliography

1. Abū Bakr Ibn al-ʿArabī. Al-Masālik fī Sharḥ Muwaṭṭaʾ Mālik. Beirut: Dār al-Jīl, 1992. Al-Muqaddimah al-Thāniyah fī Bayān Ḥukm al-Nikāḥ fī al-Sharʿ, 1–2.
2. A Group of Authors. Majallat al-Bayān. "Insān al-Usrah: al-Usrah Hiya al-Khalīyah al-Ūlā fī al-Mujtamaʿ...," 1.
3. A Group of Authors. Mawsūʿat al-Firaq al-Muntasibah ilā al-Islām – al-Durar al-Saniyyah. "Sharʿ al-Nikāḥ fī al-Islām li-Maqāṣid Asāsiyyah...," 1.
4. ʿAbd al-ʿAzīz al-Ṭurayfī. Al-Tafsīr wa al-Bayān li-Aḥkām al-Qurʾān. Riyadh: Dār al-Manhāj, 2012, 21.
5. Muḥammad ʿAlī al-Ṣābūnī. Rawāʾiʿ al-Bayān fī Tafsīr Āyāt al-Aḥkām. Damascus: Dār al-Qalam, 2000, 1.
6. Wahbah al-Zuḥaylī. Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhu. Damascus: Dār al-Fikr, 1984, 20.
7. Muḥammad Sayyid Ṭanṭāwī. Al-Wasīṭ fī Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm. Cairo: Dār al-Nahḍah, n.d., 1.
8. A Group of Authors. Majallat al-Buḥūth al-Islāmiyyah. Riyadh: al-Riʾāsah al-ʿĀmmah li-Idārāt al-Buḥūth al-ʿIlmiyyah wa al-Iftāʾ wa al-Daʿwah wa al-Irshād, no. 4 (1406 AH/1986).
9. A Group of Authors. Majallat al-Jāmiʿah al-Islāmiyyah bi al-Madīnah al-Munawwarah. Madinah: al-Jāmiʿah al-Islāmiyyah, no. 4 (1406 AH/1986), 97.
10. Muḥammad ʿAlī al-Ṣābūnī. Ṣafwat al-Tafāsīr. Beirut: Dār al-Qurʾān al-Karīm, vol. 3, 497.
11. Ibn Kathīr. Tafsīr Ibn Kathīr. Beirut: Dār al-Fikr, vol. 4, 401.

12. Abū Dāwūd. *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Ṭalāq, Bāb fī Karāhiyyat al-Ṭalāq, ḥadīth no. 2178; Ibn Mājah. *Sunan Ibn Mājah*, Kitāb al-Ṭalāq, Bāb Karāhiyyat al-Ṭalāq, ḥadīth no. 2018.
13. The Qurʾān. Sūrat al-Nisāʾ (4):35.
14. The Qurʾān. Sūrat al-Nisāʾ (4):19.
15. Muḥammad ibn ʿAlī ibn Ādam al-Ithyūbī. *Dhakhīrat al- ʿUqbā fī Sharḥ al-Mujtabā*. Beirut: Dār al-Manhāj, 2011, 4:82–83.
16. Ibrāhīm ibn Ḥasan al-Ḥaḍraytī. *Athar Aʿmāl al-Qulūb ʿalā al-Dāʿiyah wa al-Daʿwah*. Riyadh: Dār Ibn al-Jawzī, 2014, 1:112.
17. A Group of Authors. *Majallat al-Bayān*. Riyadh: Markaz al-Bayān lil-Buḥūth wa al-Dirāsāt, 2010, 1:45.
18. Aḥmad ibn ʿĪsā ibn Zayd. *Amālī al-Imām Aḥmad ibn ʿĪsā*. Cairo: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2005, 1:120.
19. Maḥmūd Ṣāfī. *Al-Jadwal fī Iʿrāb al-Qurʾān*. Beirut: Dār al-Rashīd, 2000, 14:112.

---

[1] ابو بكر ابن العربي، المسالك في شرح موطأ مالك (بيروت: دار الجيل، 1992)، المقدمة الثانية في بيان حكم النكاح في الشرع، ص 1-2

[2] مجموعة من المؤلفين، مجلة البيان، "إنسان الأسرة: الأسرة هي الخلية الأولى في المجتمع ..."، ص 1؛
مجموعة من المؤلفين، موسوعة الفرق المنتسبة للإسلام - الدرر السنية، "شرع النكاح في الإسلام، لمقاصد أساسية..."، ص 1

[3] عبد العزيز الطريفي، التفسير والبيان لأحكام القرآن (الرياض: دار المنهاج، 2012)، "وقد عظم الله أمر النكاح في الإسلام، وحفظ حق الزوجين والذرية، وسمى عقد النكاح وما يتضمنه: 'الميثاق الغليظ'"، ص 21

[4] محمد علي الصابوني، روائع البيان تفسير آيات الأحكام (دمشق: دار القلم، 2000)، "الطلاق: في الإسلام أبغض الحلال إلى الله، لأن فيه خراب البيوت، وضياع الأسرة. وتشريد الأولاد. ولكنه ضرورة لابد منها عند اللزوم"، ص 1

[5] وهبة الزحيلي، الفقه الإسلامي وأدلته (دمشق: دار الفكر، 1984)، "وإنما الطلاق تشريع استثنائي للضرورة بعد أن يسلك الزوج المراحل الآتية"، ص 20

[6] محمد سيد طنطاوي، الوسيط في تفسير القرآن الكريم (القاهرة: دار النهضة)، "فالله - تعالى - جعل للمطلق فرصة - هي مدة ثلاثة قروء - لكي يراجع نفسه، ويتدبر أمره، لعله خلال هذه المراجعة وذلك التدبر يرى أن الخير في بقاء زوجته معه فيراجعها، رعاية لرابطة المودة والرحمة التي جعلها الله - تعالى - بين الزوجين"، ص 1۔

[7] مجموعة من المؤلفين. مجلة البحوث الإسلامية. الرياض: الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد، عدد 4، 1406ه-/1986م

[8] مجموعة من المؤلفين. "مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة. "المدينة المنورة: الجامعة الإسلامية، عدد 4، 1406ه-/1986م، 97

[9] محمد علي الصابوني، صفوة التفاسير. بيروت: دار القرآن الكريم، ج 3، ص 497

[10] ابن كثير، تفسير ابن كثير. بيروت: دار الفكر، ج 4، ص 401

[11] ابو داود، سنن أبي داود، كتاب الطلاق، باب في كراهية الطلاق، حديث: 2178؛ ابن ماجه، سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب كراهية الطلاق، حديث: 2018

[12] سورة النساء: 4:35

[13] سورة النساء: 4:19

[14] محمد بن علي بن آدم الأثيوبي، ذخيرة العقبى في شرح المجتبى (بيروت: دار المنهاج، 2011)، 4: 82-83۔

[15] إبراهيم بن حسن الحضريتي، أثر أعمال القلوب على الداعية والدعوة (الرياض: دار ابن الجوزي، 2014)، 1: 112

[16] مجموعة من المؤلفين، مجلة البيان (الرياض: مركز البيان للبحوث والدراسات، 2010)، 1: 45

[17] أحمد بن عيسى بن زيد، أمالي الإمام أحمد بن عيسى (القاهرة: دار الكتب العلمية، 2005)، 1: 120۔

[18] محمود صافي، الجدول في إعراب القرآن (بيروت: دار الرشيد، 2000)، 14: 112۔